بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | منگل ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ۱۰ وفا ۱۳۶۳ ہش ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۵۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۹ وفا/جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"کل سے سر میں درد اور متلی کی شکایت ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے

اگر تم موت جیسی تلخی اٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے

کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی سے پیش آؤ نہ معلوم تم کس راہ سے قبول کئے جاؤ!

"اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے وہ پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم مصدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں (باقی صفحہ پر)

خصوصی

درخواست دعا

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی مطلع فرماتی ہیں:۔

"عزیزم مسعود احمد خان جو کراچی میں دل کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ کی حالت بہت زیادہ تشویشناک ہے۔ بار بار سانس کی تکلیف ہو رہی ہے

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

لندن مشن کا نیا ٹیلیفون نمبر

لندن مشن کا ٹیلیفون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔ نیا نمبر درج ذیل ہے۔ احباب جماعت نیا ٹیلیفون نمبر نوٹ فرمالیں۔

870 - 8517

(عطاء المجیب راشد
امیر جماعت ہائے احمدیہ انگلستان و امام
بیت الفضل۔ لندن)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی علالت اور خصوصی دعاؤں کی تحریک:

محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ پیشاب میں رکاوٹ کی تکلیف چل رہی تھی پھر اس نے زیادہ تشویشناک صورت اختیار کر لی۔ اس کے علاوہ جگر اور گردہ کا نظام بھی متاثر ہوا اور طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ کئی ماہر ڈاکٹر مل کر علاج کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں اللہ کے فضل سے قدرے افاقہ ہوا لیکن بیماری پیچیدہ ہے اور کمزوری بہت زیادہ ہے اس لئے احباب جماعت سے خصوصی درخواست ہے کہ واجب الاحترام بزرگ حضرت چوہدری صاحب موصوف کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے نیز لمبے عرصہ تک ہمیں ان کی ذات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۱ر شوال ۱۴۰۴ھ

۱۰ر وفا ۱۳۶۳ ہش

(ابتلاؤں اور مصیبتوں کے وارد ہونے پر)

اللہ تعالیٰ کے وفادار و فرمانبردار بندوں کا ردِّ عمل

اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں پر شامتِ اعمال کی وجہ سے جو مصائب آتے ہیں اور اس کے بالمقابل خدا تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کے ماتحت اپنے فرمانبردار بندوں کو جن ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے۔ ان میں بسا اوقات ظاہری مشابہت کے باوجود زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق نافرمانوں اور فرمانبرداروں کے ردِّ عمل سے از خود عیاں ہو رہا ہوتا ہے۔

نافرمان بندوں پر شامتِ اعمال کے طور پر جب مصائب آتے ہیں تو وہ بلبلا اٹھتے ہیں اور لگتے ہیں فزع فزع کرنے۔ مایوسی انہیں آگھیرتی ہے اور وہ خدا ہی سے بدظن ہو کر نعوذ باللہ اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ برخلاف اس کے فرمانبردار بندوں پر جب پہلے سے دی ہوئی خبر کے مطابق منجانب اللہ کوئی ابتلاء وارد ہوتا ہے تو وہ بجائے غمگین اور مایوس ہونے کے خوش ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اس قابل سمجھا ہے کہ ان کا امتحان لے اور ان کی طرف سے صبر و استقامت کا نمونہ پیش ہونے پر انہیں اپنے انعامات سے نوازے اور پہلے سے بھی بڑھ کر ان پر رجوع برحمت ہو۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نافرمان بندوں پر نازل ہونے والے مصائب اور ان کے بارہ میں ان کے ردِّ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لَا يَسْئَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝

(حٰمٓ السجدۃ آیات ۵۰-۵۱)

ترجمہ:۔ انسان اچھی چیزوں کے مانگنے سے کبھی نہیں تھکتا لیکن اگر اسے کبھی کوئی تکلیف پہنچے تو (پہلی حالت کو بھول کر) مایوس ہو جاتا ہے (اور لگتا ہے جزع فزع کرنے) اور اگر ہم اس کو دُکھ پہنچنے کے بعد پھر رحمت کا مزا چکھائیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو میرا حق ہی ہے (اور یہ بھی کہنے لگتا ہے کہ) قیامت نہیں آئے گی اور اگر (بفرض محال) مجھے اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو اس کے پاس میرے لئے (اس دنیا سے بھی) اعلیٰ انعامات موجود ہوں گے (یہ روش کفر کا طریق اختیار کرنے والوں کی ہوتی ہے اس لئے) ہم کافروں کو ان کے اعمال کے متعلق ضرور خبر دیں گے اور ان کو ایک سخت عذاب چکھائیں گے۔

اس کے بالمقابل فرمانبردار بندوں پر آنے والے ابتلاؤں کے متعلق ان کے ردِّ عمل کا ذکر اللہ تعالیٰ نے جنگِ احزاب کے موقعہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انتہائی قابلِ ستائش طرزِ عمل کے ضمن میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا

(باقی دیکھیں صفحہ ۶ پر)

ہے بھروسہ خدا پہ خدا کی قسم!

دیکھ لینا مرے دوستو ایک دن
نفرتیں سب محبت میں ڈھل جائینگی
پھول خوشیوں کے، دامن میں بھر جائیں گے
کلفتیں راحتوں میں بدل جائیں گی

راہِ حق میں چلو سر جھکاتے ہوئے
ذکرِ باری سے دل کا مداوا کرو
اِک وہی آسرا ہے وہی چارہ گر
اُس کو راتوں کو اُٹھ کے پکارا کرو

اُس کے در پہ جھکو وقف گریہ رہو
اور سُنو صوتِ "عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب"
ہوں رگِ جاں سے میں ہی تو نزدیک تر
میں رحیم و کریم و سمیع و مجیب"

زندگی کا سہارا ہے لَا تَیْئَسُوا
غم بھی ہے عارضی اور خوشی عارضی
رحمتِ حق سے مایوس مت ہو کہ اب
ہے دُکھوں کا زمانہ گھڑی دو گھڑی

جب بھی اشکوں کے موتی بکھیرے گئے
مومنوں کی سکینت کا ساماں ہوا
ہاتھ جب بھی اُٹھائے دعا کے لئے
دردِ رخصت ہوا دل کا درماں ہوا

کس قدر بھی چلیں آندھیاں جور کی
یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ڈر جائیں ہم
ہے بھروسہ خدا پہ۔ خدا کی قسم!
اُس کی نصرت نہ ہو گر تو مر جائیں ہم

حافظ فضل الرحمٰن بشیر ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالعۂ قرآن

قصّہ ایک اونٹنی کا!!

مکرم نصیر احمد صاحب قمر

یوں تو آپ نے بہت سے قصے سنے ہوں گے لیکن یہ قصہ کئی پہلوؤں سے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

- یہ قصہ مبنی ہے حق و صداقت پر۔
- یہ سبق آموز بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔
- اس میں تذکیر بھی ہے اور تحذیر بھی۔
- نصیحت کا سامان بھی ہے اور درسِ عبرت بھی۔

یہ قصہ ہے ایک اونٹنی کا۔ لیکن یہ اونٹنی کوئی معمولی اونٹنی نہیں تھی بلکہ غیر معمولی عظمت اور شان کی حامل تھی۔ یہ اونٹنی خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کی اونٹنی تھی۔ چونکہ یہ اونٹنی خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لیے وقف تھی۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوئی اور "ناقۃ اللہ" کے نام سے معروف ہوئی۔ پھر اس اونٹنی کی عظمت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا اور اسے "آیۃ" یعنی ایک عظیم الشان نشان قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ ایک قوم کی آزمائش کی گئی۔ اور جن لوگوں نے اس اونٹنی کو تکلیف پہنچائی اور ظلم سے کام لیتے ہوئے اسے جان سے مار ڈالا۔ وہ خدا کے غضب کا نشانہ بنے۔ اس کا قہر ان پر ٹوٹا اور وہ نہایت ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیئے گئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ یہ قوم بڑی ترقی یافتہ، خوشحال اور متمول تھی لیکن قسما قسم کی برائیوں میں مبتلا تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلایا۔ اور ملک میں فساد پھیلانے سے باز رہنے کی تعلیم دی۔ انہوں نے اپنی قوم کو تقویٰ کی نصیحت کی اور بتایا کہ میں تم سے اس تعلیم کے بدلہ میں کچھ مانگتا نہیں۔ تم جن مادی ترقیات پر خوش ہو وہ ہمیشہ قائم نہیں رہیں گی نہ یہ باغات رہیں گے نہ چشمے نہ کھیتیاں۔ نہ کھجوریں جن کے خوشے بوجھ کی وجہ سے ٹوٹے پڑتے ہیں۔ تم لوگ بڑے فخر سے پہاڑ کھود کھود کر مکان بناتے ہو۔ مگر عزت حاصل کرنے کا یہ طریق نہیں۔ عزت حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو اور جو لوگ حد سے نکل جانیوالے ہیں ان کی فرمانبرداری مت کرو۔ اسی طرح وہ لوگ جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ان کے پیچھے مت چلو۔

(الشعراء)

یہ وہ پیغام تھا جو حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو دیا۔ بڑا سچا، صاف سیدھا اور نیکی اور خیر پر مشتمل یہ پیغام ہے۔ لیکن جن لوگوں پر شیطان نے قبضہ جما لیا ہو وہ بھلا کب ایسی باتوں پر کان دھرتے ہیں انہوں نے پہلے تو ہنسی اور تمسخر میں بات اڑائی۔ پھر مختلف اعتراضات کرتے رہے۔ اور یوں بتدریج اپنی دشمنی اور عداوت میں بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ بالآخر انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ لیکن خدا نے ان کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ اور اس سے قبل یہ لوگ ایک ہولناک زلزلہ سے تباہ کر دیئے گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کو خدا کا پیغام پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا تو انہوں نے کہا۔

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ - (ہود: ۶۳)

انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے (تو) تو ہمارے درمیان (آئندہ کے لیے) امید کی جگہ (سمجھا جاتا) تھا (اب) کیا تو (باوجود اس عقل و دانش کے) ہمیں اس بات سے روکتا ہے کہ ہم ایسی چیز کی عبادت کریں جس کی ہمارے باپ دادے کرتے آئے ہیں اور (سچ تو یہ ہے کہ جس بات کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس کے متعلق ہم ایک بے چین کر دینے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

دراصل حضرت صالح علیہ السلام کی بعثت سے قبل کی زندگی ان لوگوں کے سامنے تھی۔ وہ آپ کی اخلاقی اور نیکی سے بیحد متاثر تھے۔ لیکن جب آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہونے کا اعلان فرمایا تو قوم آپ سے ناراض ہو گئی۔ اور شکوے کرنے لگی۔ کہ ہمیں تو آپ سے بہت توقعات تھیں۔ آپ تو ہماری امیدوں کے مرکز تھے۔ آپ کے ذہن رسا اور خداداد صلاحیتوں کو دیکھ کر ہم سمجھتے تھے کہ آپ باپ دادا کی عزت کو بلند کریں گے لیکن آپ تو الٹا ان کی جڑیں کاٹنے لگ گئے ہیں اور باپ دادوں کے طریق عبادت کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرت صالحؑ پر الزامات

پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت صالح علیہ السلام پیغام توحید کی اشاعت سے نہیں رکتے تو انہوں نے قسما قسم کے بے بنیاد اور غلط اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے کہا

اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ

(الشعراء: ۱۵۴)

ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے کھانا دیا جا رہا ہے۔ یعنی ہمیں تباہ کرنے کے لیے کوئی غیر حکومت تجھے مدد دے رہی ہے۔ یوں انہوں نے آپ پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا۔

پھر یہ لوگ اس سے بھی آگے بڑھے اور آپ کو گالیاں دینے لگے۔ انہوں نے کہا:۔

ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْہِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ ھُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ

(القمر: ۲۶)

کیا خدا کی وحی ہم میں سے (صرف) اس پر نازل کی گئی ہے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سخت جھوٹا اور متکبر ہے۔

لیکن جب حضرت صالح علیہ السلام کے مخالفین کے اس دن رات کے جھوٹے پراپیگنڈہ غلط اور بے بنیاد اعتراضات اور صبح و شام کی گالی گلوچ کے باوجود پیغام حق دن بدن پھیلتا چلا گیا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے سب حربے بے اثر جا رہے ہیں اور عقلمند طبقہ ان کے اس پراپیگنڈہ سے متاثر نہیں ہو رہا بلکہ روز بروز صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے تو انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر شب خون مار کر انہیں ہلاک کرنے کا ایک خوفناک منصوبہ تیار کیا۔

دشمنوں کا ارادہ

اگرچہ قوم کی اکثریت صالح علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی تھی۔ اور بعض کھلم کھلا اور بعض اپنی خاموشی کے ذریعہ شریک جرم تھے۔ لیکن قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مخالفت میں پیش پیش ائمۃ التکفیر کی تعداد نو تھی۔ انہی نو اکابرین اور مدبرین قوم نے یہ خطرناک سازش تیار کی اور پھر ساری قوم کو اس کام کے لیے اکسایا بلکہ ان سے قسمیں لیں کہ وہ صالحؑ اور ان کے ساتھیوں کو جان سے مار ڈالیں گے۔ اور اس سازش کی بنیاد کذب بیانی اور دروغگوئی پر رکھی اور کہا کہ اگر کسی نے پوچھا کہ کیا تم نے صالحؑ پر حملہ کیا تھا تو ہم صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو اس کا بالکل علم نہیں اور ہم اپنی سچائی کو بڑے زور شور سے ظاہر کریں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰہِ لَنُبَیِّتَنَّہٗ وَاَھْلَہٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّہٖ مَا شَھِدْنَا مَھْلِکَ اَھْلِہٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ -

(النمل: ۴۹، ۵۰)

"اور شہر میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم سب اس پر اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم اس کے اور اس کے ساتھیوں پر رات کے وقت حملہ کریں گے۔ پھر جو بھی اس کے خون کا مطالبہ کرنے آئے گا۔ ہم اس سے کہیں گے کہ ہم نے اس کے اہل کی ہلاکت (کے واقعہ) کو نہیں دیکھا اور ہم یقیناً سچے ہیں۔"

غور فرمایئے کہ اللہ کے نبی حضرت صالحؑ کے مخالفین نے ملک میں فساد پھیلانے کے لیے اور اپنے گندے اور ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لیے کیسا ہولناک منصوبہ گھڑا۔ پھر کس طرح جھوٹ سے کام لیتے ہوئے ایسی سازشوں سے بالکل لاتعلقی کا اظہار کرنے کا ارادہ کیا۔

اللہ کی تدبیر

الغرض یہ سازش تھی جو حضرت صالح علیہ السلام کے خلاف تیار کی گئی۔ لیکن قبل اس کے کہ دشمن حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں پر شب خون مارتے خدا تعالیٰ کی تقدیر ایک اور رنگ میں ظاہر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مَکْرِھِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰھُمْ وَقَوْمَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

(النمل: ۵۱ - ۵۲)

اور انہوں نے ایک تدبیر کی اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی۔ اور وہ جانتے نہیں تھے۔ پھر دیکھ کہ ان کی تدبیر کا نتیجہ کیا نکلا۔ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو، سب کو تباہ کر کے رکھ دیا۔

گویا وہی بات ہوئی کہ:۔

لوٹنے نکلے تھے وہ امن و سکونِ بیکساں
خود انہی کے لٹ گئے حسن و شبابِ زندگی

اللہ کی اونٹنی

ہوا یوں کہ حضرت صالح علیہ السلام کے پاس ایک اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر آپ پیغام حق پھیلانے کیلئے اردگرد کے علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قریہ قریہ بستی بستی پھر کر دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپ کی اس تبلیغ سے منکرین کا دل بہت دکھتا تھا۔ آپ کی اس دعوت الی اللہ سے ان کے سینوں پر گویا انگارے دہکتے تھے۔ اس زمانہ میں آج کی طرح پریس اور مطبع خانے تو ہوتے نہیں تھے کہ آپ کتب شائع کرتے یا رسائل و اخبارات یا پمفلٹس یا اشتہارات کے ذریعہ خدا کا پیغام دنیا میں پھیلاتے۔ نہ ہی آج کی طرح ریل گاڑیاں یا جدید سواریاں موجود تھیں جن کے ذریعہ سفر کر کے آپ تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے۔ آپ کے پاس تبلیغ کا واحد ذریعہ وہ اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر آپ تبلیغی سفروں پر جاتے اور دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ لیکن اس طرح آپ کا ملک میں چلنا پھرنا منکرین کو ہرگز پسند نہ تھا۔ اس سے ان کی دل آزاری ہوتی تھی۔ اور وہ آپ کی اس دینی تگ و دو کو انتہائی نفرت اور غصہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پہلے قدم کے طور پر آپ کے تبلیغی سفروں میں روکیں ڈالنی شروع کیں۔ جب آپ تبلیغ کے لیے اردگرد کے علاقوں میں نکل جاتے تو کسی جگہ کے لوگ کہتے کہ ہم ان کی اونٹنی کو اپنے گھاٹ سے پانی نہیں پینے دیں گے۔ کسی جگہ کے لوگ کہتے کہ ہم کھانے کے لیے کچھ نہیں دیں گے ان کی غرض یہ تھی کہ جب انہیں اونٹنی کے لیے پانی اور چارہ وغیرہ نہ ملا تو یہ خود بخود اس قسم کے سفروں سے رک جائیں گے اور تبلیغ بند ہو جائے گی۔ ورنہ انہیں اس اونٹنی سے تو کوئی دشمنی نہ تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو اس طرح اشاعتِ حق میں روکیں کھڑی کرنے سے باز رہنے کی بارہا تلقین کی اور فرمایا کہ اس اونٹنی کو کچھ نہ کہو۔ اسے آزادی سے ملک میں پھرنے دو کیونکہ یہ اونٹنی خدا کی اونٹنی ہے اور اسے تمہارے لیے ایک نشان مقرر کیا گیا ہے اور اگر تم نے اسے کوئی تکلیف پہنچائی تو یاد رکھو ایک دردناک عذاب تم پر پڑنے والا ہے

اگرچہ وہ اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی تھی۔ لیکن آپ نے اسے ناقۃ اللہ یعنی اللہ کی اونٹنی قرار دیا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لیے وقف تھی اور توحید کی اشاعت اور الٰہی پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ تھی اور اس کا استعمال خالصۃً للہ اور دعوت الی اللہ کی غرض سے ہوتا تھا۔ اس لیے آپ نے اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام اور اس کی اشاعت کا ذریعہ بن جائے۔ اسے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ شے شعائر اللہ میں شامل ہو جاتی ہے اور اس پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالنے والے گویا براہ راست خدا تعالیٰ سے لڑائی مول لیتے ہیں۔ جیسے مثلاً خانہ کعبہ کو "بیت اللہ" (یعنی اللہ تعالیٰ کا گھر) کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو زمان و مکان کی حدود و قیود سے آزاد ہے۔ بلکہ زمان و مکان اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اسی طرح اس اونٹنی کو اللہ کی اونٹنی قرار دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سواری کا محتاج ہے (نعوذ باللہ من ذالک) بلکہ وہ تو احد اور صمد ہے اور ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اور جس طرح جب ابرہہ بیت اللہ کو مسمار کرنے کی غرض سے آیا تو خدا تعالیٰ نے اسے اور اس کے لشکر کو کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ کر دیا اسی طرح اس ناقۃ اللہ کو مارنے والے بھی کَھَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ہوئے

حضرت صالح علیہ السلام کی اس تنبیہ کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے مثلاً سورہ اعراف میں فرمایا۔

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(اعراف: ۷۴)

یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے بطور نشان ہے پس اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ ایسا کیا تو تم پر دردناک عذاب پہنچے گا۔

اور سورۂ ھود میں فرمایا:۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝

(ھود: ۶۵)

اور اے میری قوم! یہ اونٹنی وہ ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے ایک نشان بنایا ہے اس لیے تم اسے آزاد چھوڑ دو تاکہ یہ اللہ کی زمین میں (چل پھر کر) کھاتی پیتی رہے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تمہیں ایک جلد آنے والا عذاب پکڑ لے گا۔

اور سورۃ الشعراء میں فرمایا:۔

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

(الشعراء: ۱۵۷)

اور تم اس (اونٹنی) کو کوئی نقصان نہ پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آ پکڑے گا۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اذیت دینے یا اسے مارنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم صالحؑ کو ملک میں اشاعتِ حق کی اجازت نہیں دیتے۔ اور ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم دعوت الی اللہ میں روک پیدا کرتی اور اشاعت حق و صداقت پر مکمل پابندی عائد کر دیتی ہے تو انہیں

اور ایسی صورت میں کوئی زیادہ لمبی مہلت نہیں ملا کرتی بلکہ یک "عذابٌ الیمٌ" یعنی دردناک عذاب پہنچا کرتا ہے۔

"فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ"

کے مطابق بہت جلد آنے والا عذاب اس قوم کو پکڑ لیتا ہے۔

اور وہ عذاب کا وقت پھر معمولی اور مختصر نہیں ہوتا بلکہ وہ عذاب "عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ" بڑے دن کا عذاب ہوتا ہے۔ اور اس قوم کے مصائب کا دور بہت لمبا ہو جاتا ہے۔

اللہ کی اونٹنی کا قتل

بہر حال حضرت صالح علیہ السلام کی بار بار تنبیہ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور جب ان منکرین نے دیکھا کہ ان کی اشاعتِ دین کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے تو بالآخر انہوں نے اشاعتِ حق پر مکمل پابندی کا ارادہ کیا اور آپ کے دینی سفروں کے واحد ذریعہ کو ختم کرنے یعنی اس اونٹنی کو جان سے مار ڈالنے کا پختہ فیصلہ کر لیا۔ اور اس غرض سے انہوں نے اپنے ایک رہنما اور سردار کو منتخب کیا اور اسے یہ "کارنامہ" انجام دینے پر آمادہ کیا چنانچہ قوم کے مطالبہ پر وہ شخص اس اونٹنی کو مارنے کی نیت سے خود آگے آیا۔ قرآن مجید میں آتا ہے:۔

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝ (سورہ القمر: ۳۰)

اس پر انہوں نے اپنے سردار کو بلایا۔ جس پر وہ آیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس کام کو ایک بہت "بڑی سعادت" سمجھتے تھے اور اس سعادت کے لیے انہوں نے اپنے سردار کو چنا اور اس شخص نے بھی اسے ایک عظیم الشان سعادت اور خوش بختی سمجھتے ہوئے اونٹنی کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن خدا کا کلام بتاتا ہے کہ اس شخص کے اس فعل نے ثابت کیا کہ وہ شخص قوم کا بدبخت ترین انسان تھا۔ چنانچہ قرآن مجید اسے سعید اور خوش بخت نہیں بلکہ اشقیٰ قرار دیتا ہے۔ فرمایا:۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝

(سورۃ الشمس: ۱۲-۱۳)

ثمود نے اپنی حد سے بڑھی ہوئی سرکشی کی وجہ سے (زمانہ کے نبی کو) جھٹلایا اس وقت جبکہ اس کی قوم میں سے سب سے بڑا بدبخت اس (زمانہ کے نبی) کی مخالفت کے لیے کھڑا ہوا۔

اگرچہ اس اونٹنی کو اس قوم کے سردار اور رہنما نے قتل کیا تھا اور اس کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور یہ ایک شخص کا فعل تھا جیسا کہ فَعَقَرَ کے الفاظ سے ظاہر ہے لیکن قرآن مجید نے دیگر مقامات پر واحد کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال فرما کر اس اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے فعل کو ساری قوم کی طرف منسوب فرمایا ہے اور عَقَرُوْا کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ الشعراء: ۱۵۸) سورۃ اعراف: ۷۸ سورۃ ھود: ۶۶ اور سورۃ الشمس: ۱۵) اور اس طرح یہ بتلایا کہ اگرچہ یہ اقدام قتل ایک شخص نے کیا لیکن چونکہ اس نے یہ فعل قوم کے مطالبہ پر کیا تھا۔ اور اسے ساری قوم کی حمایت حاصل تھی اور قوم کی اکثریت (عملاً یا اپنی خاموشی کے ذریعہ) اس جرم میں اس کی شریک تھی۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ قوم کا سردار اور رہنما تھا اور رعایا کی اکثریت اس معاملہ میں اس کی ہمنوا تھی اس لیے گویا ایک پہلو سے کہا جا سکتا ہے کہ ساری قوم نے (مل کر) اس اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور اسے ہلاک کیا۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ ۔ (الاعراف: ۷۸)

پھر انہوں نے (جوش میں آ کر) اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

اللہ کا عذاب

الغرض جب اس طرح اس اونٹنی کو مار کر حضرت صالح علیہ السلام کی اشاعت دین کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تو خدا تعالیٰ کا غضب اس قوم پر بھڑکا اور ایک ہولناک زلزلہ سے انہیں نیست و نابود کر دیا گیا کیونکہ اس اونٹنی کے پاؤں کاٹنے کے معنی یہ تھے کہ "انہوں نے خدا تعالیٰ کو چیلنج کیا اور کہا کہ ہم اپنے ملک میں تیرے نام کو بلند کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے لیے اپنے ملک کے دروازے بند کر دیئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس ملک کے دروازے ان کے لیے بند کر دیئے اور اس نے انہیں اپنی قہری تلوار کا نشانہ بنا دیا"

(تفسیر کبیر سورۃ الشعراء)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس قوم پر نازل ہونے والے ہولناک عذاب کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (اعراف: ۷۹)

پس انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے رہ گئے۔

"یعنی عذاب کے وقت دعاؤں کے لیے وہ گھٹنوں کے بل گر گئے۔ لیکن چونکہ ایسے وقت میں توبہ کام نہیں دیتی وہ اسی حالت میں مر گئے اور ان کے جسموں پر زلزلہ کی وجہ سے مکان گر گئے۔

(نوٹ، تفسیر صغیر سورۃ اعراف)

سورۃ ہود میں فرمایا:۔

"وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝

(ھود : ۶۸ - ۶۹)

اور جنہوں نے ظلم کا ارتکاب) کیا تھا انہیں اس عذاب نے پکڑ لیا اور وہ اپنے اپنے گھروں میں (عذاب کی وجہ سے) زمین سے چمٹے ہوئے ہو گئے۔ گویا وہ اس (ملک) میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سنو! ثمود نے اپنے رب (کے احسانوں) کی ناشکری کی تھی۔ سنو! (عذاب کے فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ) ثمود کے لئے لعنت مقرر کر دو۔

سورۃ شعراء میں فرمایا:۔

"فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ"

(شعراء : ۱۵۹)

تب ان کو (موعود) عذاب نے آپکڑا

سورۃ نمل میں فرمایا:۔

"فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ؕ"

(النمل : ۵۳)

پس (دیکھ) یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے ظلموں کی وجہ سے گرے ہوئے ہیں۔

پھر سورۃ الذّٰریٰت میں فرمایا:۔

"فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ۝"

(الذّٰریٰت : ۴۵ - ۴۶)

اور انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور ان کو ایک عذاب نے آپکڑا اور وہ دیکھتے کے دیکھتے رہے۔ اور نہ تو بچنے کے لئے کھڑے ہو سکے اور نہ وہ کسی کی مدد حاصل کر سکے۔

اور سورۃ قمر میں فرمایا:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝

(القمر : ۳۲)

ہم نے ان پر ایک ہی عذاب نازل کیا اور وہ ایک باڑ بنانے والے کے (درختوں سے) گرائے ہوئے چورے کی طرح ہو گئے۔

سورۃ الحاقۃ میں فرمایا:۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ

(الحاقۃ : ۶)

ثمود ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو شدت میں انتہا کو پہنچ گیا تھا۔

اور سورۃ الشمس میں اس عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۚ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝"

(الشمس : ۱۵-۱۶)

انہوں نے اس (نبی) کی بات نہ مانی بلکہ اس کو جھٹلا دیا اور (وہ) اونٹنی (جس سے بچتے رہنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس) کی کونچیں کاٹ دیں جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو خاک میں ملانے کا فیصلہ کر دیا اور ایسی تدبیریں کیں کہ اسی طرح ہو بھی گیا۔ اور وہ (اسی طرح) ان کے انجام کی کبھی پرواہ نہیں کرے گا۔

سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"عُقْبٰهَا میں ھا کی ضمیر دَمْدَمَةٌ کی طرف جاتی ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب دَمْدَمَةٌ نازل کرنے کا وقت آتا ہے اور کوئی قوم کلی ہلاکت کی مستحق ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ ان کے متعلقین کا کیا حال ہوگا یا یہ کہ اس سزا کا نتیجہ کیسا خطرناک نکلے گا۔ بعض دفعہ ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی بلکہ اس کا کچھ حصہ بچ رہتا ہے جو دنیا میں انتہائی طور پر ذلیل ہو جاتا ہے مگر فرماتا ہے جب ہماری طرف سے کسی قوم کو تباہ کرنے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو پھر ہم اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس قوم کے بقیہ افراد کیا کیا تکالیف اٹھائیں گے۔ جب قوم کی اکثریت خدا تعالیٰ کے غضب کی مستحق ہو جاتی ہے اور خاموش رہنے والے گو مقابلہ نہیں کرتے مگر نبی کی تائید بھی نہیں کرتے تو وہ بھی اکثریت کے ساتھ ہی تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے یا اندھا دھند عذاب نازل کر دیتا ہے بلکہ جس قوم کے استیصال کا وہ فیصلہ کرتا ہے انصاف کے ماتحت کرتا ہے اور جبکہ وہ خود اپنے انجام کو نہیں دیکھتی تو اللہ تعالیٰ اس کے انجام کو کیوں دیکھے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ الشمس)

اس جگہ یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ بعض دفعہ تباہی جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہوتی ہے خود ثمود جسمانی طور پر کلی ہلاکت میں مبتلا ہوئے اور مکہ والے مذہبی طور پر۔ چنانچہ ان کے مذہب اور طور و طریق کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ (تفسیر کبیر)

اگرچہ یہ ایک نہایت خوفناک اور منظم عذاب تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھی مومنین کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور یوں انہیں ایک عظیم الشان فرقان عطا کیا۔ کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ ؎

"کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو"

فرماتا ہے:۔

"فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمَئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝"

(ھود : ۶۷)

پھر جب ہمارا حکم آگیا (یعنی عذاب کا) تو ہم نے صالح کو اور اس کے ساتھ جو اس پر ایمان لاتے تھے۔ انہیں اپنی خاص رحمت کے ذریعہ ہر بلا سے اور خصوصاً اس دن کی رسوائی سے بچایا۔ یقیناً تیرا رب ہی (تمام تر) قوت والا (اور) غلبہ والا ہے

اور سورۃ النمل میں یہ بھی بتا دیا کہ ان لوگوں کو اس لئے اس عذاب سے محفوظ رکھا گیا کہ یہ خدا کے نبی پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اس لئے کہ وہ تقویٰ شعار تھے۔ یہ ان کا ایمان اور تقویٰ ہی تھا جس نے انہیں ہلاکت سے بچا لیا۔ اور ان کے دشمن ان کی نظروں کے سامنے ہلاک ہوئے۔ فرماتا ہے

"وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝"

(النمل : ۵۴)

اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے تھے نجات دی۔

تاریخ مذہب کا یہ عظیم الشان واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیوں بیان فرمایا؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر کیوں دی گئی؟ کیا یہ محض ایک افسانہ کی حیثیت رکھتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے جملہ قصص انبیاء سے متعلق فرماتا ہے:۔

"وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝"

ھود : ۱۲۱)

اور رسولوں کی تمام اہم خبریں ہم تیرے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تا تیرے دل کو مضبوط کریں۔ اور تیرے پاس ان میں حق و حکمت سے پُر باتیں لائی گئی ہیں اور ایسی جن میں نصیحت کا سامان ہے اور جو مومنوں کو ان کے فرائض یاد دلانے والی ہیں۔

پس یہ واقعات اپنے اندر ایک پیشگوئی کا رنگ بھی رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ آپ کے مخالفین بھی آپ کی اشاعت دین کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں گے۔ لیکن آپ آزردہ نہ ہوں کیونکہ صالح علیہ السلام کے منکرین کی طرح یہ بھی مٹ جائیں گے اور انجام کار آپ کی تبلیغ دنیا کے کنارے تک پھیلے گی۔ یہاں تک کہ یہ دین سب دینوں پر غالب آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ قوم ثمود کے اس بد انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝" (النمل : ۵۳)

یقیناً اس میں علم والی قوم کے لئے بڑا نشان ہے

اور سورۃ الشعراء میں فرمایا:۔

"اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝"

(الشعراء : ۱۵۹-۱۶۰)

اس میں یقیناً ایک بہت بڑا نشان تھا لیکن ان میں سے اکثر مومنوں میں شریک نہ ہوئے اور تیرا رب یقیناً غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(باقی صفحہ پر)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء ہے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلا تبصرہ

شدید گہری دُور رس صورتحال

(از مکرم ... صاحب)

برطانیہ میں سماجی جرائم کی جو گرم بازاری ہے وہ ایک عارضی اور عبوری صورتحال کا نتیجہ ہے۔ جرائم کی لہر کبھی برقی رفتار سے سفر کرتی ہے اور کبھی اس کی رو اور روانی سست پڑ جاتی ہے لیکن پاکستان میں ہم زیادہ شدید گہری، دُور رس اور ہمہ گیر صورتحال سے دوچار ہیں جہاں تک سماجی جرائم مثلاً چوریاں، ڈاکے، لوٹ مار، قتل، اغوا، جنسی تشدد وغیرہ کا تعلق ہے۔ تو اس میدان میں انگلینڈ اور پاکستان میں کوئی فرق نہیں دونوں ملکوں میں سماج جمہوریت پر برسرِ روزگار ہیں البتہ بعض جرائم ایسے ہیں جن کی تربیت انگلینڈ میں نہیں دی جاتی اور اس معاملے میں انگریزوں کا ریکارڈ نہایت صاف ستھرا ہے مثلاً اشیائے خوراک میں ہر طرح کی ملاوٹ چائے کے نام سے رنگے ہوئے بھوسے کی پتیوں کی فروخت پسی ہوئی ہلدی میں سرخ ریت کا شمول آٹے میں مٹی کی ملاوٹ، دودھ میں ساٹھ فیصدی پانی کا اضافہ برآمد کئے جانے والے مال کی ناقص اور غیر معیاری کوالٹی یہی نہیں بلکہ اشیائے ضرورت کی ذخیرہ اندوزی کر کے بازار میں مصنوعی گرانی پیدا کرنا اور ایک پیسے کی چیز کو چار آنے میں بیچنا ہیروئن اور چرس کی منظم تجارت اگر اس قسم کے جرائم کی فہرست بنائی جائے تو ایک طویل کرائمز رپورٹ تیار ہو سکتی ہے جو ماہرین جرائم کے لئے بڑی کارآمد دستاویز ثابت ہوگی تاہم یہ جرائم کبھی پاکستان میں قومی شعور کی ترقی اور معیار فکر و نظر کی بلندی کے ساتھ ختم ہو جائیں گے۔ اب ہم ایک ایسے زخم بلکہ زخموں کو کریدنا چاہتے ہیں جنہوں نے قوم کے جسم ہی کو نہیں اس کی روح تک کو غلیظ اور داغدار کر دیا ہے ان جرائم کی نوعیت ہی نرالی ہے جس کی مثال نہ برطانیہ میں مل سکتی ہے نہ امریکہ میں!

وہ ہیں فرقہ پرستی کے نام پر ہونے والے فسادات عقائد کی جنگ جو لوگ اپنے کو مسلمان قرار دیتے ہیں انہیں مرتد قرار دے کر قتل کے فتوے صادر کرنا ایک محدود گروہ کا یہ دعویٰ کہ شریعت کی ترجمانی کا حق صرف اسی کو حاصل ہے جو اس حق کو تسلیم نہیں کرتا وہ نہ صرف فاسق و فاجر بلکہ کافر بھی ہے اور اس قسم کے کافروں کو ملک بدر کر دینا چاہیئے قائد اعظم کی ذات پر برکو چک کی پوری امت مسلمہ کا اجماع تھا۔ برکوچک کے مسلمانوں کی سیاسی تاریخ میں ان سے بڑا مسلمان لیڈر کوئی پیدا نہیں ہوا۔ وہ روشن خیالی، ترقی پسندی اور اتحاد بین المسلمین کی اس کہکشاں کے سب سے زیادہ درخشاں ستارے تھے جسے سرسید، حالی، شبلی، ظفر علی خاں، اقبال وغیرہ نے فروزاں کیا تھا قائد اعظم کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے تمام مسلمانوں کے ذہنوں کو ایک مرکز عمل پر جمع کر دیا تھا اور قیام پاکستان کے وقت وعدہ کیا تھا کہ اس ملک میں تھیاکریسی یعنی مذہبی پیشواؤں کی حکومت قائم نہیں ہوگی بلکہ ایک ماڈرن اسلامی مملکت کو وجود میں لایا جائے گا، اور اسلام کے اعلیٰ اصول، سماجی عدل، انسانی اخوت، اسلامی مساوات، آزادی رائے اور باہمی مشورے پر مبنی نظام حیات قائم کیا جائے گا۔ لیکن قائد اعظم کے بعد ہر چیز ان کے تصورات کے برعکس ہوئی۔ پاکستان کی تاریخ میں تنگ نظری، تعصب، رجعت پسندی، کفر سازی اور فرقہ پرستی کے غیر انسانی اور غیر اسلامی رجحانات کبھی اس شدت و شقاوت کے ساتھ نہ ابھرے تھے جن کا تجربہ آج قدم قدم پر ہو رہا ہے اور نتیجہ بھی صاف ظاہر ہے۔ ترکی میں مذہبی پیشوائیت کا زور جس کا اسلام میں کوئی جواز نہیں، جب حد سے گذر گیا تو مصطفیٰ کمال نے مرے سے خلافت عثمانیہ ہی کا خاتمہ کر دیا ہم جس دور سے گذر رہے ہیں اور اسلام و شریعت کی اجارہ داری کا دعویٰ کرنے والے بعض گروہ جس شدت سے سرگرم عمل ہیں اس کا ردِ عمل کتنا شدید ہوگا اس کا تصور ہی لرزہ انگیز ہے یہ کہنا کہ پندرھویں صدی اسلامی نشاۃ ثانیہ (مسلمانوں کی عام بیداری اور عظمت) کی صدی ہوگی اپنے کو فریب دینا اور دوسروں کو بیوقوف بنانا ہے۔ جب تک ہر مسلمان ملک میں قائد اعظمؒ کے پائے کا رہنما پیدا نہ ہو یہ خواب خواب پریشان ہی رہے گا تو جناب یہ فرق ہے ہماری اور انگلینڈ کی اخلاقی حالت میں! البتہ وہاں جو مسلمان جا کر آباد ہو گئے ہیں وہ آپس میں اسی طرح دست و گریباں ہیں جس کا نظارہ ہم پاکستان میں کرتے ہیں۔

(جہاں جہاں بھی گئے سنگ دو جہاں ٹھہرے)

(روزنامہ جنگ لاہور ۵ر جولائی ۱۹۸۴ء ص ۳)

تصحیح

الفضل کے ۲۰ر جون ۱۹۸۴ء کے شمارے میں صفحہ ۶ پر شائع ہونے والے مضمون میں مکرم عبدالرحیم صاحب مالیر کوٹلوی کا نام غلطی سے عبدالرحیم درد شائع ہو گیا ہے قارئین تصحیح فرمالیں

(ادارہ)

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو (وہ بالکل نہ گھبرائے بلکہ انہوں نے خوش ہو کر) کہا یہ تو وہی کچھ پیش آ رہا ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے بالکل سچ فرمایا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ نے انہیں (پریشان اور خوفزدہ کرنے کی بجائے) ایمان اور اطاعت میں اور بھی زیادہ بڑھا دیا۔

ان آیات سے صاف عیاں ہے کہ نافرمانوں پر شامتِ اعمال کی وجہ سے جو مصائب آتے ہیں وہ ان کے لئے انتہائی پریشانی اور گھبراہٹ کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی لئے وہ مایوس ہو کر جزع فزع کرنے لگتے ہیں اور انہیں یوں محسوس ہوتا ہے۔ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ (الانفال آیت ۷) کہ گویا انہیں موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ابتلاء پیش آنے پر نہ صرف یہ کہ مایوس نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کیونکہ وہ ابتلاء ان کے ایمان کو بڑھانے کا موجب بنتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ ابتلاء انہیں افضال و انعامات کا مورد بنانے کا موجب ہونگے یہ انہیں مٹانے اور کالعدم کرنے کیلئے نہیں بلکہ بڑھانے اور مزید ترقیات سے ہمکنار کرنے کے لئے وارد ہوتے ہیں۔ پھر فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (التوبہ آیت ۱۲۴) کی رو سے ان کی تمام تر خوشی ایمان کے بڑھنے اور اس کے پختہ سے پختہ تر ہونے میں مضمر ہوتی ہے۔

اسی لئے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وفادار و فرمانبردار بندوں پر آنے والے ابتلاؤں کے فلسفہ اور ان کے وارد ہونے پر ان کے ردِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"ہر ایک مومن اور پاک باطن اپنے ذاتی تجربہ سے اس بات کا گواہ ہے کہ جو لوگ صدق دل سے اپنے مولیٰ کریم جلشانہ سے کامل وفاداری اختیار کرتے ہیں وہ اپنے ایمان اور صبر کے اندازہ پر مصیبتوں میں ڈالے جاتے ہیں اور سخت سخت آزمائشوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور بہت کچھ رنجیدہ باتیں سننی پڑتی ہیں اور انواع و اقسام کے مصائب و شدائد کو اٹھانا پڑتا ہے اور نااہل لوگ طرح طرح کے منصوبے اور رنگا رنگ کے بہتان ان کے حق میں باندھتے ہیں اور ان کے نابود کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ یہی عادت اللہ ان لوگوں سے جاری ہے۔ جن پر اس کی عنایت ہے۔ غرض جو اس کی نگاہ میں راستباز اور صادق ہیں۔ وہ ہمیشہ جاہلوں کی زبان اور ہاتھ سے تکلیفیں اٹھاتے چلے آئے ہیں۔ سو چونکہ سنت اللہ قدیم سے یہی ہے اس لئے اگر ہم بھی خویش و بیگانہ سے کچھ آزار اٹھائیں تو ہمیں شکر بجا لانا چاہیئے اور خوش ہونا چاہیئے کہ ہم اس محبوبِ حقیقی کی نظر میں اس لائق تو ٹھہرے کہ اس کی راہ میں دُکھ دیئے جائیں اور ستائے جائیں۔"

(اشتہار محک اخیار و اشرار سرمہ چشم آریہ کے آخر میں)

خدمتِ خلق

راستہ سے تکلیف دہ اشیاء کا ہٹانا

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو جنت میں پھر رہا تھا اور اس نے صرف یہ نیکی کی تھی کہ ایک کانٹے دار درخت کو جس سے راہ گذرنے والے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی تھی راستے سے کاٹ دیا۔ (مسلم کتاب البر والصلوٰۃ)

پیارے اطفال بھائیو! آپ بھی راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹا کر خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں۔

(سیکرٹری خدمتِ خلق مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دردناک سانحہ

عزیزم مکرم ادریس احمد صاحب ابن محمد اسماعیل صاحب سابق ڈرائیور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری محلہ دارالیمن شرقی ربوہ مورخہ ۸۴/۶/۱ کو پہاڑی سے گر کر خدا تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝

عید کے دوسرے روز عزیزم ادریس احمد صاحب دن کے گیارہ بجے چند دوستوں کے ساتھ پہاڑی پر گئے۔ پہاڑی پر چڑھتے ہوئے اچانک پاؤں پھسل گیا۔ اور نیچے گرتے گرتے ہی اوپر سے پتھر گرا جو سر پر لگا۔ فوری طور پر فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکے۔ عزیزم کی شادی نو ماہ قبل ہی ہوئی تھی۔

نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز ظہر ناظر صاحب اعلیٰ ثانی محترم صوفی غلام محمد صاحب نے پڑھائی اور قبرستان عام میں دفن کئے گئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جانے والے کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

(صداقت احمد زاہد کارکن مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

قرارداد تعزیت

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ ملتان حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔

حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب مرحوم و مغفور جماعت احمدیہ کے جید عالم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ بے انتہا خوبیوں کی مالک تھیں۔ خوش مزاج، ملنسار، غریبوں کی ہمدرد اور یتیموں، بیواؤں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ یہ وصف آپ کو اپنے عظیم باپ سے ورثے میں ملا تھا۔

دینی خدمات کا خاص شغف رکھنے والی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کی سرگرم رکن تھیں۔ کئی اہم عہدوں پر فائز رہ کر نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں بلند تر مقام عطا کرے۔ سب اہل خاندان کا خود حافظ و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(ممبرات لجنہ اماء اللہ ملتان)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۲۷ اگست کو ہوگا

امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا تحریری ٹسٹ انشاء اللہ ۲۷ اگست۔ طبی معائنہ ۲۸ اگست اور انٹرویو ۲۹ اگست ۱۹۸۴ء کو ہوگا۔ لیکن داخلہ کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء مقرر کی گئی ہے۔

اس لئے جو طلباء زندگی وقف کر کے اس سال جامعہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء سے پہلے اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں۔ جنہوں نے پہلے درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ فوری طور پر اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر ہونا ضروری ہے)

الف۔ اے۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

بقیہ "اُوشنٹی کا قصہ" صفحہ ۵

"اس واقعہ میں بھی ایک بڑا بھاری نشان ہے جو آئندہ آنے والی نسلوں ..... کے لئے صرف درس عبرت کا کام دے رہا ہے۔ خود اس قوم کی اکثریت ایمان سے محروم رہی مگر یہ قوم بھی اپنی ہلاکت اور بربادی لئے خدا تعالیٰ کے عزیز اور رحیم ہونے کو ثابت کر گئی۔ اس نے چاہا تھا کہ صالح مغلوب ہو مگر خدا اور اس کا رسول ہی غالب آئے۔ اور پھر اس نے چاہا تھا کہ صالح کی تبلیغی مساعی رنگ نہ لائیں اور خدا اور اس کے رسول کا نام دنیا میں نہ پھیلے مگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے حضرت صالح کی تبلیغی کوششوں میں برکت ڈالی اور ان کے انفاس قدسیہ سے ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس نے خدا تعالیٰ کے نور کی قندیلیں اپنے سینوں میں روشن کیں اور بھولی بھٹکی دنیا کے لئے ہادی اور راہنما بن گئی۔"

(تفسیر کبیر سورۃ الشعراء)

"اخبار احمدیہ" (صفحہ اول سے آگے)

● محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ فضل عمر ہسپتال جگر کی خرابی کا علاج کروانے کے لئے کراچی تشریف لے گئی تھیں۔ اب ان کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہت بہتر ہے تاہم ابھی پوری صحت نہیں۔ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ تمام احباب و خواتین کا شکریہ ادا کرتی ہیں جنہوں نے انہیں دعاؤں میں یاد رکھا۔ وہ مزید دعاؤں کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور انہیں جلد از جلد ہر لحاظ سے مکمل اور کامل شفایابی عطا کرے۔ آمین!

درخواست ہائے دعا

- میرے والد مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب بعض مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں۔

(مبارکہ اعظم۔ سمبڑیال)

- سمیرا مختار بنت چوہدری مختار احمد صاحب ڈوگر آنتوں کے مرض میں مبتلا ہیں اور سول ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔

(خالد محمود ظہور خان۔ فیکٹری ایریا ربوہ)

● خاکسار آج کل چند وجوہات کی بناء پر پریشان ہے۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

(ظفر اللہ ملک۔ واہڈا۔ راولپنڈی)

- برادرم حمید الدین صاحب آف کرونڈی کی اہلیہ کا اپریشن ہوا ہے دوسرا اپریشن متوقع ہے

(محمد جمال۔ انسپکٹر بیت المال)

(احباب ان سب کے لیے دعا کریں)

دعائے مغفرت

خاکسار کی بھتیجی عزیزی ساجدہ بشریٰ صدر لجنہ اماء اللہ احمد نگر بنت سخاوت حسین خان صاحب شاہ جہان پوری (یو۔ پی) حال احمد نگر۔ جو کہ میرے بھانجے عزیزم صدیق احمد خان صاحب کارکن نظارت علیاء صدر انجمن احمدیہ کی بیوی اور خان الطاف حسین خان شاہجہان پوری کی پوتی تھیں یکم جولائی کو صبح نماز پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت کی۔ پھر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئیں۔ صبح سات بجے کے قریب بچوں نے جگایا تو معلوم ہوا کہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

مرحومہ کی عمر ۳۶ سال تھی۔ بہت مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ عرصہ اٹھارہ سال سے لجنہ اماء اللہ احمد نگر کی سرگرم رکن رہیں۔ پہلے سیکرٹری پھر جنرل سیکرٹری اور اب عرصہ دو تین سال سے صدر لجنہ کے طور پر خدمات بجا لا رہی تھیں۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا شہزاد انور عمر چودہ سال راضیہ اور عالیہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ نماز جنازہ پہلے احمد نگر میں محترم ماسٹر محمد اسلم صاحب نے پڑھائی اور بعد میں گولبازار ربوہ میں مولوی نور احمد صاحب نے پڑھائی۔ قبر تیار ہونے پر ماسٹر محمد اسلم بٹ صاحب نے دعا کرائی۔ نماز جنازہ میں کثیر افراد نے شرکت کی۔

(غلام احمد خان ظہور انسپکٹر بیت المال آمد۔ فیکٹری ایریا ربوہ)

مطالبات تحریک جدید میں سے ایک مطالبہ قومی دیانت کا قائم کرنا ہے۔ مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ

(صفحہ اوّل سے آگے)

زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کے منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔"

(الوصیت صفحہ ۱۱-۱۳)

چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی ضرورت

ایک افریقی ملک میں ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی فوری ضرورت ہے جو دوست اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہوں براہِ کرم وہ نظارت ہذا سے بالمشافہ یا بذریعہ خط رابطہ قائم کریں۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

راولپنڈی کے احباب متوجہ ہوں

راولپنڈی کے وہ احباب جو الفضل دفتر سے براہ راست بذریعہ ڈاک منگواتے ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ براہ کرم تا اطلاع ثانی اپنے پرچے مکرم نسیم احمد صاحب بیت الحمد (نور) مری روڈ راولپنڈی سے حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی شکایت ہو تو دفتر الفضل سے رابطہ قائم کریں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

باغِ محبت

واہ رے باغِ محبت۔ موت جس کی رہ گزر
وصلِ یار اس کا ثمر۔ پرار و گرد اس کے ہیں خار

تیرے منہ کی بھوک نے دل کو کیا زیر و زبر
اے مرے فردوسِ اعلیٰ اب گرا مجھ پر ثمار

(درثمین)

دعائے مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مکرم محمد ابو رشید صاحب ابن مولوی ابوالحسن صاحب مرحوم آف بھاگلپور (بہار) مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۸۴ء کو مختصر علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم گزشتہ چند سالوں سے عارضہ قلب میں بیمار تھے۔ آپ جماعت کے مخلص اور فدائی تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے کاموں میں دلچسپی سے حصہ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے آمین!

مرحوم موصی تھے۔ آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ بعد از نماز مغرب مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم و محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب نے دعا کروائی۔

مرحوم نے لواحقین میں بیوہ۔ تین بیٹے اور چار بیٹیاں نواسے نواسیاں۔ پوتا اور پوتیاں چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سالانہ مرکزی امتحان ناصرات الاحمدیہ

ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی امتحان اب ۱۳ کی بجائے ۲۳ جولائی کو ہوگا۔ پرچے روانہ کر دیئے جائیں گے۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ)

الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک پہنچایئے!

چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے

امام ہمام ایدہ اللہ نے "الفضل" کی اشاعت ۱۵-۲۰ ہزار تک بڑھا دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تمام عہدیداروں کو یہ ارشاد پورا کرنے کے لیے دن رات مستعد ہو جانا چاہیئے۔ اب چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے۔ تمام عہدیدارانِ جماعت "الفضل" سے تعاون کریں۔ آپ کے تعاون سے ہی یہ مرحلہ سر ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر سکیں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

fly the British way
We'll take more care of you.

INFORMATION OFFICE PHONE : 493
British airways
AL-MAHMUD
AQSA ROAD, RABWAH.